ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

ڈاکٹر محمد اسحاق

ایسو سی ایٹ پروفیسر شعبہ اردو گورنمنٹ سپیریئر سائنس کالج پشاور۔

ڈاکٹر سعدیہ خلیل

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو جناح ویمن کالج پشاور یونی ورسٹی۔

صدیق

وزٹنگ لیکچرر شعبہ اردو، یونیورسٹی آف صوابی۔

سہ ماہی "املاک" مردان کے ظفر اقبال نمبر "کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

Dr.Muhammad Ishaq
Associate Professor, Department of Urdu, Government Superior Science College Peshawar.
Dr. Sadia Khalil
Assistant Professor, Department of Urdu, Jinnah College for Women, University of Peshawar.
Saddique
Visiting Lecturer, Department of Urdu University of Swabi.

A Research and Critical Review of the Quarterly "Amlak" Mardan's Zafar Iqbal No

Zafar Iqbal, a pioneer of modern Ghazal, not only revitalized this poetic tradition but also liberated it from classical confines, infusing it with fresh innovation. His linguistic artistry and creative genius transformed the Ghazal's style and intellectual landscape. "Amlak," published from the outskirts of Mardan, released the "Zafar Iqbal Number," a noteworthy attempt at comprehending his style. The critical analyses within this publication offer multifaceted insights into Iqbal's poetry, addressing fundamental questions related to his Ghazals.

Key Words: *Zafar Iqbal, modern Ghazal, poetic tradition, "Amlak", comprehending , Iqbal's poetry.*

ظفر اقبال جدید اردو غزل کے رجحان ساز شاعر ہیں۔ جن کی شعری خلاقیت نے اردو غزل کے داخلی اور خارجی روپ کو بدلا ہے۔ جدید غزل کی روایت سازی اور اسے کلاسیکی اور نو کلاسیکی غزل سے فکر و اسلوب کے تناظر میں منفرد بنانے میں ظفر اقبال کی غزل گوئی کا اہم کردار ہے۔ اس کردار کا اعتراف اردو کے نامور ناقدین کے تنقیدی جائزوں میں بھی ملتا ہے۔

شعریات ظفر اقبال نئی شاعری کی ایک زرخیز روایت ہے۔ جس کے اثرات کئی دہائیوں سے اردو شاعری پر نظر آتے ہیں۔ اگر اردو غزل کے مزاج، اسلوب، فکریات اور ڈکشن کا زمانی ترتیب سے تجزیہ کیا جائے۔ تو ان دو ادوار میں ان سوالات پر بحث کرنی ہو گی۔ اردو غزل ما قبل ظفر اقبال کیا تھی؟ اور اردو غزل مابعد ظفر اقبال کیا ہے؟

ما قبل ظفر اقبال کی غزل کے سنگ ہائے میل میر کی دردمندانہ آواز، غالب کا مرزا بیدل کے زیر اثر فلسفیانہ لہجہ، ترقی پسند غزل اور نو کلاسیکی رنگ سخن کی عکاس ہے۔ ظفر اقبال سے قبل کی غزل میں لسانی بنیادوں پر شعوری کوشش سے تجربات کا وہ سلسلہ نظر نہیں آتا جس کی بنیاد سازی ظفر اقبال نے کی۔

ظفر اقبال کا انفراد یہ ہے کہ لسانی تشکیلات کے تجربات اور نئی فکری رجحان سازی سے پہلے انھوں نے "آب رواں" کے روپ میں شاعری کا ایک مستند شعری مجموعے سے زبان کے روایتی اسلوب میں رہ کر مضمون آفرینی کی تازہ مثال قائم کی۔ "آب رواں" کی زرخیزی اور تازگی اگر اپنی جگہ امکانات کی دریافت ہے۔ تو "آب رواں" کے بعد کا تخلیقی سفر شعری اجتہاد کی کثیر الجہتی روایت ہے۔ جسے ظفر اقبال شناس ناقدین نے غزل کے نئے دبستان سے موسوم کیا ہے۔ اس دبستان کے اثرات کئی عشروں اور کئی نسلوں کی غزلیہ شاعری پر ثبت ہیں۔ ظفر اقبال کا شعری اجتہاد صرف لسانی تشکیلات تک محدود نہیں اس میں ان کی غزل کا فکری تنوع، اردو زبان میں پاکستان کی قومی زبانوں کی تخلیقی آمیزش، نئے انداز میں علائم و استعارہ سازی، نئے دور کی انسانی نفسیات کی بازگشت بھی سنی جا سکتی ہے۔

مذکورہ صفات کا اعتراف اردو تنقیدی روایت عہد بہ عہد کرتی آ رہی ہے۔ اردو کا ہر قابل ذکر نقاد نے شعریات ظفر اقبال کی پرکھ کی ہے۔ اور کثیر الجہتی زاویے سے اس کا جائزہ بھی لیا ہے۔ ان ناقدین میں شمس الرحمان فاروقی مرحوم بھی شامل ہیں۔ راقم نے اپنے طویل مقالے "شمس الرحمن فاروقی کے نظام تنقید میں ظفر اقبال شناسی

کی جہتیں" میں ان تمام تنقیدی آرا کو یکجا کیا ہے۔ جن میں شمس الرحمان فاروقی نے ظفر اقبال کی انفرادیت اور جدت کی وضاحت کی ہے۔ فاروقی صاحب شعریات ظفر اقبال کی اجتہادی جہت کو ظفر اقبال کی خود شناسی قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"۔فانی، فیض وغیرہ بے چارے اتنے خوش شناس نہ تھے۔ایسی خود شناسی تو ظفر اقبال کو ودیعت ہوئی ہے"

فاروقی صاحب نے اپنے تجزیات میں ظفر اقبال کی غزل کے ان محاسن کی نشان دہی کی ہے۔

1۔انانیت ۲۔بیان پر قدرت ۳۔لہجے میں تمکنت ۴ شگفتگی ۵۔بانک پن

ظفر اقبال سے پہلے کی اردو غزل واقعتا" اتنی خود شناس تھی۔ جتنی ظفر اقبال کے بعد نظر آتی ہے۔ما قبل ظفر اقبال اردو غزل زبان و بیان کے تناظر میں فارسی مضامین کی نقال تھی۔ اور اسی لیے فاروقی صاحب کو یہ رائے دینی پڑی۔

"ظفر اقبال کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انھوں نے نہ صرف اپنی شاعری کو، بلکہ بہت سے دوسرے شاعروں کو حتیٰ کہ ایک پوری جدید شاعری کو گم راہ کیا۔اگر یہ صحیح ہے تو یہ بہت بڑا اعزاز ہے۔کیوں کہ ایک پوری جدید شاعری کو گم راہ کرنے کا مطلب ہے۔شاعری کا پورا رخ بدل دینا"

شاعری کا پورا رخ بدلنا ہی روایت سازی ہے۔اور اس حساب سے ظفر اقبال جدید شاعری کے روایت شکن اور روایت ساز شاعر ہیں۔

سہ ماہی املاک" مردان کے "ظفر اقبال نمبر"(جولائی تا ستمبر ۲۰۲۱) میں شامل ناقدین کے تنقیدی تصورات سے ظفر اقبال کی شاعری کے فکری رویوں، اسلوب اور رجحان سازی کی خصوصیات کا پتا چلتا ہے۔اس مقالے میں ان ماہرین کی آرا شامل ہیں جو اردو کی تنقیدی روایت کے اہم ناقدین ہیں۔یہ ناقدین اردو شاعری میں اسلوب سازی کے مقام و مرتبے سے آگاہ ہیں۔اس لیے سہ ماہی "املاک" میں ان کے تنقیدی مضامین سے شعریات ظفر اقبال کی تفہیم کا عمل قاری کے لیے آسان ہو جاتا ہے۔ ان ناقدین میں ڈاکٹر وحید قریشی، ڈاکٹر گوپی چند نارنگ، ڈاکٹر تبسم کاشمیری، منیر نیازی، احمد جاوید، اختر عثمان، قمر جمیل، افتخار عارف، محمد اظہار الحق، حسین مجروح کے تنقیدی تصورات سے ظفر اقبال کے اسلوب کی ماہیت اور اثرات کا علم ہوتا ہے۔

اس سلسلے میں ڈاکٹر وحید قریشی کا تجزیہ اس لحاظ سے اہم ہے کہ انہوں نے ظفر اقبال کی شاعری کی ان خصوصیات کا جائزہ لیا ہے۔ جو ظفر اقبال سے پہلے کی شاعری میں نہیں ملتیں۔ ڈاکٹر وحید قریشی لکھتے ہیں:

> " ظفر اقبال قلمر و شعر و ادب میں بڑے دھڑے سے وارد ہوا، وہ آیا اس نے فتح کیا اور ڈنکے بجاتا چلا گیا۔ اس کا پہلا شعری مجموعہ عمومی ڈگر پر تھا جس میں اس نے ایسے اشعار کہہ ڈالے کہ اپنے دور کے اہم شعرا میں شمار ہوا، لیکن جلد اس نے دیکھ لیا کہ بڑے بڑے اردو شعرا کی غزلوں میں ہر غزل میں بہت عمدہ شعر بھی ہیں، پھر زیادہ اشعار کرافٹ کے ذیل میں آتے ہیں۔ غزل کو نئی شعری زبان درکار تھی۔ اُس نے اول قدیم اسالیب ہی میں اس کی تلاش کی۔ میرؔ و سوداؔ کے بعد انشاؔ اور جرأت کے دور میں غزل کے آہنگ میں تبدیلی آئی، لہجہ بول چال کے قریب آیا اور غزل کا ذائقہ ایک تمسخر آمیز اندازِ بیان سے آشنا ہوا۔ "(۱)

ڈاکٹر وحید قریشی کے مضمون میں تقابلی مطالعے کا اسلوب ملتا ہے۔ انھوں نے ظفر اقبال کی شاعری کا گہرائی سے تجزیہ بھی پیش کیا ہے۔ ان کا تقابلی مطالعہ دیکھیے:

> " ظفر اقبال کے کلام کی دوسری لہر اپنے معاصر فراق گورکھپوری کی غزل کا وہ پیرایہ ہے جس کے ذریعے وہ حقائق کی دریافت Paradox کے ذریعے کرتا ہے۔ یہ رجحان ظفر اقبال میں اب تک نمایاں ہے۔ ایک مصرعہ میں ایک حقیقت، ایک جذبہ، ایک احساس ابھرتا ہے اور دوسرا مصرعہ بالکل متضاد کیفیت کو پہلے مصرعے سے مربوط ہو جاتا ہے۔ ظفر کے ہاں یہ رجحان تقلیدی نہیں بلکہ اس کے مزاج کا لازمی حصہ ہے، اس لیے کہ وہ حیات و کائنات کو متضاد حسی کیفیات ہی کا مجموعہ جانتا ہے اور اسی زاویے سے گرد و پیش کو دیکھتا اور پرکھتا ہے۔
>
> اس کے کلام کی تیسری لہر بول چال کے اسلوب کو ادبی زبان کا حصہ بنا کر اور پرانے ادبی سانچوں کا کچومر نکال کر نئی زبان کی تخلیق کا عمل ہے۔ یہی اس کے کلام کا بنیادی وصف (Contribution) ہے۔ ۱۹۴۰ء میں ابھرنے والی لسانی تشکیلات کے داعی سارے کے سارے یا افسانہ نگار تھے یا نظم گو۔ غزل کو کسی نے درخورِ اعتنا میں جانا۔ ظفر نے اس تجرنے

کو غزل کی صنف ہی میں آزمایا۔ اُس نے اپنے آپ کے ماضی کے اردو شعری تجربوں سے کاٹ کر نہیں دیکھا، ان سے ملا کر اپنی ادبی بوطیقا تیار کی۔ وہ غزل کو رسمی زبان، رسمی تشبیہات رسمی امیجری، رسمی تلازمات اور دوسرے رسمی شعری سانچوں سے نکال کر جدید وضع پر عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کرتا ہے۔ اس عمل میں بار بار قدیم رویوں کی 'اکھاڑ پچھاڑ' میں طنزیہ طریق کار اس کے بہت کام آیا ہے۔ ظفر کی غزل کا اہم حصہ اسی 'نبرد آزمائی' پر مشتمل ہے۔ دوسرا اہم حصہ وہ ہے جس میں وہ حقائقِ زیست کو نیم سنجیدہ لہجے میں بیان کرتے ہوئے تخلیقی سطح پر آوازِ سفر کرتا ہے۔ یہی حصہ ظفر اقبال کو جدید دور کے شعرا کی صنف میں ایک اہم حیثیت عطا کرتا ہے، ظفر اردو ادب کی تاریخ میں منفرد اسلوب کا البیلا شاعر ہے جس نے شعری زبان کو نئے الفاظ اور احساسات کے تیکھے انداز تفویض کیے اور اس کا رتبہ وسیع کیا۔ لسانی تشکیلات کا یہ نظام کوئی باہر سے مسلط کردہ میکانکی پیمانہ نہیں بلکہ فکر و احساس کی توانائی کے حوالے سے ایک منفرد شعری تجربہ ہے جس سے اردو کی شعری کائنات وسعت پذیر ہوئی۔"(۲)

ڈاکٹر وحید قریشی نے ظفر اقبال کی شاعری کو نئی شاعری میں شامل کیا ہے اور ان کو نئی غزل کی مخصوص لسانی شعریات کے تناظر میں پرکھا ہے۔ڈاکٹر گوپی چند نارنگ نے بھی ظفر اقبال کی شاعری کا جائزہ لیا ہے۔ان کے خیال میں ظفر اقبال کی شاعری کی مخالفت کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے غزل کی روایت سے بغاوت کی ہے۔غزل کو نئی زبان سے آشنا کیا ہے۔ڈاکٹر گوپی چند نارنگ کی تحریر سے یہ اقتباس دیکھیے:

" ظفر اقبال موجودہ عہد میں اردو غزل کا ایسا دستخط ہے جس کے بغیر اس عہد کی پہچان ممکن نہیں۔ اردو غزل کے منظر نامے پر ظفر اقبال کے ظہور کو تخلیقی آتش فشاں کے پھٹ پڑنے سے تعبیر کیا جاسکتا ہے جس کی شررافشانی بعد میں جاری رہی۔ جب چنگاریاں اڑ رہی ہوں تو تنقید کا دامن جھلس بھی سکتا ہے۔ ظفر اقبال کے معاملے میں کچھ ایسا ہی ہوا۔ غزل کی روایت اردو میں فارسی کے بہت بعد کی ہے لیکن اس کا آسمان کیسے کیسے چاند ستاروں سے سجا ہوا ہے۔ گراہمی کا کہنا ہے کہ کسی بھی تخلیق کو اپنی جگہ بنانے کے لیے یا کسی بھی نئی تخلیقی

آواز کو اپنی گنجائش پیدا کرنے کے لیے ایک پورے سلسلے کو بے دخل کرنا پڑتا ہے۔ ظفر اقبال کی بے پناہ زور بیانی اور خوش کلامی نے کچھ ایسا ہی کارنامہ سر انجام دیا۔ ان سے بیگانے تو ناخوش تھے ہی، اپنے بھی کچھ زیادہ خوش نہیں۔ اگر ماضی میں وہ لسانی تشکیلات کے رطب و یابس کی جھیل گئے ہیں تو معاصرانہ سنسناہٹوں کا خار و خس بھی ان کے آڑے آنے والا نہیں۔ شہر کو تو سیلاب لے جا چکا، اب دیکھنا یہ ہے کہ کلیات کی اشاعت کے بعد نئی کھیتیوں پر کیا رنگ آتا ہے۔[۳]

گوپی چند نارنگ اعتراف کرتے ہیں کہ ظفر اقبال کی شاعری اس زمانے کی مختلف شاعری ہے۔ ڈاکٹر تبسم کاشمیری کہتے ہیں کہ ظفر اقبال پرانی غزل کا اسیر نہیں ہوا بلکہ انہوں نے غزل کو اپنا اسیر بنایا۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ظفر اقبال نے غزل میں نئے تجربات کیے اور ان تجربات کا تصور اس سے پہلے غزل میں موجود نہیں تھا۔ ڈاکٹر تبسم کاشمیری کے مضمون سے یہ اقتباس دیکھیے:

" آب رواں سے "تماشا" تک ظفر اقبال کی غزل کا جو طویل سفر ہے، اس میں بیسویں صدی کے نصف آخر کی جدید غزل کی داستان موجود ہے۔ اس سفر کے آغاز میں وہ روایت سے کبھی کچھ قریب اور کبھی کچھ دور ہوتے ہوتے بالآخر غزل کو دیومالا سے بہت دور نکل جاتا ہے، اس سفر میں وہ بہت کڑے امتحان سے گزرا ہے۔ غزل ایک صنف سخن ہے، جو شاعر کو بہت جلد اپنی دیومالا کا اسیر کر لیتی ہے۔ بس ایک بار شاعر جب اس کا اسیر ہو جائے، تو پھر عمر بھر اس کی زور دار اور خوب صورت گرفت سے آزاد نہیں ہو سکتا، اور اگر شاعر آزاد ہو بھی جائے تو پھر اس کا انجام حالی کا سا ہو سکتا ہے۔ ہمارے کلاسیکی شعرا میں انشآ نے بھی غزل کا ایک ایسا ہی کھیل کھیلا تھا۔ اس نے غزل کی روایتی جمالیات اور روایت سے ہٹ کر لفظوں کا ایک لسانی کھیل شروع کر دیا تھا اور نتیجہ کے طور پر انشاء شعریت سے محروم ہو گیا تھا۔ اس کی شاعری لسانی سرکس کی شکل اختیار کر گئی تھی۔ میں ایک بار پھر کہوں گا کہ غزل کی روایت کے طلسم کو توڑنا بے حد دشوار رہا ہے۔ ہاں ظفر اقبال کی مثال مستثنیٰ ہے کہ اس کے نادر تخلیقی فن نے غزل کا ایک نیا معنوی پیکر تراشا ہے۔

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

جدید غزل کی تاریخ میں ظفر اقبال واحد شاعر ہے، جو غزل کا اسیر نہیں ہوا، بلکہ اس نے بذاتِ خود غزل کو اسیر کر لینے کا کارنامہ سر انجام دیا ہے۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ وہ بہت کڑے امتحان سے گزرا ہے۔ اس نے غزل کی روایتی دیومالا کو توڑ کر جدید غزل کا نیا شعری باطن تخلیق کیا ہے۔ اس نے غزل کو ایسے تجربات سے آباد کیا ہے جس کا تصور بھی غزل میں موجود نہ تھا، غزل کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ صنف اپنی حساسیت کے باعث کسی ایسے لفظ کو قبول نہیں کر سکتی جو غزل کے خاندان سے تعلق نہ رکھتا ہو۔ مثلاً غزل نے کبھی بندر یا ہاتھی کو اپنے پاس کبھی پھٹکنے نہیں دیا، مگر یہ دیکھیے کہ ظفر اقبال نے ہنومان جی پر پورا مجموعہ مرتب کر دیا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ظفر اقبال نے ہنومان کو ایک تخلیقی استعارے کے روپ میں دیکھا ہے۔ اس عہد کی معنویت سے شرابور اس استعارے کو غزل کے خاندان سے نہ ہوتے ہوئے بھی ایک بامعنی استعارہ بنا دیا گیا ہے۔ دراصل غزل اب اتنی حساس نہیں رہی۔ بہت بدل گئی ہے۔ ظفر اقبال کی کلیات ''اب تک'' ان تبدیلیوں کی ایک عملی داستان ہے۔ ظفر اقبال نے ایک اہم کام یہ کیا ہے کہ اس نے اردو غزل کی صدیوں پرانی کاسمیٹک فضا کو مکمل طور پر تبدیل کر دیا ہے۔ اس نے غزل کی موروثی جمالیات کو بھی ٹھکانے لگا دیا ہے اور اس کی جگہ زندگی کی عام فضا اور اپنے عہد کے معاشرتی کرب کے مسائل کو غزل کا موضوع قرار دیا ہے۔ غزل کی جو تعریف شمس قیس رازی نے بیان کی تھی، اس کے مطابق غزل کے معنی عورتوں سے باتیں کرنا ہے۔ غزل صدیوں تک اس تعریف کو سینے سے لگائے ہوئے ایمانداری سے چلتی رہی ہے۔ مگر بیسویں صدی کا ادبی مرتد ظفر اقبال ہے کہ جس نے بے ہدایت ہو کر غزل کی نئی معنویت متعین کرنے کا فتنہ برپا کر رکھا ہے۔ اگر میں یہ کہوں تو غلط نہ ہو گا کہ ظفر اقبال کی غزل اب روایتی غزل نہیں رہی، وہ غزل کی روایت سے اس قدر بلند ہو گیا ہے کہ اس کے ہاں غزل میٹا غزل بن گیا ہے۔ ہمارے اس جدید دور میں ظفر اقبال وہ پہلا شاعر ہے جس نے اپنی بے پناہ تخلیقی توانائی کے ساتھ غزل کی ثقافت اور اس سے منسلکہ روایات سے انکار کرتے ہوئے نئی غزل کہی ہے۔ وہ غزل کی غلامی

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June2022)
ماخذ تحقیقی مجلہ

سے آزاد ہونے والا پہلا شاعر ہے۔ وہ غزل کی وراثت سے باغی ہو کر ہی اپنی انفرادی تجربے کو منتقل کر سکا ہے۔ (۴)

فہمیدہ ریاض اردو کی نامور شاعرہ ہیں۔ انہوں نے اپنی رائے میں ظفر اقبال کو منفرد شاعر قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

> اردو میں روایتی شاعری بڑی مقدار میں ہو رہی ہے اور اس حوالے سے ظفر اقبال کا شاعری میں تجربات کا عمل اردو غزل کو روایتی غزل سے روکنے کی کامیاب کوشش ہے۔ (۵)

فہمیدہ ریاض کے جائزے سے ظفر اقبال کے ہاں کلاسیکیت اور جدیدیت کے ہم آہنگی کی نشان دہی ہوتی ہے منیر نیازی کی رائے اس لیے بھی اہم ہے کہ وہ خود بھی جدید غزل کے ایک اہم شاعر ہیں۔ جنھوں نے غزل میں نئے مضامین کی راہ نکالی۔ وہ بخوبی سمجھتے ہیں کہ نئی راہ نکالنا کتنا مشکل کام ہے۔ وہ کہتے ہیں:

> "ظفر اقبال کی عصر حاضر میں موجودگی تخلیقی فضا کے لئے ایک نعمت ہے۔ اس نے جہاں اردو ادب کو ایک مہلک روایت سے نجات دلانے کا آغاز کیا، وہاں اردو شاعری اور تنقید میں ایسے نئے خوش کن امکانات کو روشن کیا جو اس سے پہلے موجود نہیں تھے۔ ظفر اقبال کے اس رویے نے اردو ادب کے قاری اور لکھنے والوں کو اتنا متاثر کیا۔ گویا یہ بھی ہمارے دل میں تھا بھارت اور پاکستان میں اُس کی مقبولیت حیرت انگیز ہے۔ روایتی اور رومانی شاعری کے لبادے کو اتار کر، ظفر اقبال نے اردو شاعری کو ایک منفرد لحن عطا کیا ہے۔" (۶)

منیر نیازی نے دلائل کے ساتھ ظفر اقبال کے تجربات کا جواز بتایا ہے اور ان کی شاعری کے فکری حوالوں کی اہمیت واضح کی ہے۔ ان کے نزدیک ظفر اقبال کی شاعری خوش کن امکانات کا اظہار ہے۔ وہ ظفر اقبال کو منفرد لحن قرار دیتے ہیں۔ ان کے خیال ظفر اقبال کا اندازِ تحریر اور مضامین اس سے پہلے اردو شاعری میں موجود نہیں تھے۔

"ظفر اقبال نمبر" کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ اس میں افتخار عارف جیسے معتبر شاعر کا تجزیہ بھی شامل ہے۔ افتخار عارف نے نئے زاویوں سے ظفر اقبال کی شاعری کو پرکھا ہے۔ ان کے تجزیے کے مطابق غزل میں اجتہاد

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June2022)

کا عمل ایک ناگزیر ضرورت تھی۔ جسے ظفر اقبال نے روایت کے ایک ایسے موڑ پر پورا کیا کہ جب غزل روایت کی اسیری میں اپنے معنی کھو رہی تھی۔ افتخار عارف لکھتے ہیں:

"ظفر اقبال کی غزل میں تجدید اور اجتہاد کے ساتھ ساتھ کلاسیکی روایت کے تحفظ و تسلسل کے حوالے سے ہمارے اہم ترین شاعر ہیں کہ عمر کی ساتویں دہائی میں ہونے کے باوجود اُن کے تخلیقی وفور کی شدت میں روزِ اول کی سی سرشاری اور وارفتگی صاحبانِ دانش و بینش میں ایک نعمت اور سعادت تصور کی جاتی ہے۔ "آبِ رواں" سے "عیب و ہنر" تک اسالیب کا اور لہجوں کا، موضوعات کا اور لغت کا، لفظوں کی نشست برخاست اور آہنگ کے دروبست میں سلیقے کا جو کمال اور جیسا تنوع ظفر اقبال کے یہاں نظر آتا ہے، وہ ہمارے غزل کے عصری منظر نامے میں شاید ہی کہیں اور نظر آتا ہو۔ تازہ ہنری کے اسرار و رموز سے گہری آگہی اور شعوری صناع و سادہ کاری کے باوجود وہ غزل کے جوہر اصلی اور عنصرِ اساسی یعنی "عشق" لے اسمِ اعظم کے ورد و وظیفہ و ذکر کے مسلک پر بصد ہزار تمکنت و وقار کاربند نظر آتے ہیں۔ شعری وجدان اور فنی مجاہدے کے خوشگوار تخلیقی ارتکاز و ارتباط نے ظفر اقبال کے شعر میں جو تاثر پیدا کر دی ہے، وہ اردو غزل کی صدیوں پر پھیلی ہوئی روایت میں ایک گراں قدر اضافہ ہے۔ ان کے ہاں ٹھکے ہوئے "پکے" مصرعے آتے ہیں اور آتے ہی چلے جاتے ہیں، مگر بیان اور زبان پر کامل دسترس اور قابلِ رشک گرفت اور بے پناہ قدرت کے باوجود ان کی شادابی اور تازگی برقرار رہتی ہے۔ وگرنہ یوں ہماری شاعری پختہ کاروں کے باسی اور یبوست زدہ کلام کی مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ نرم نرم ریشم لہجوں کے مسحور کن شعری ماحول سے لے کر کھردرے اور بظاہر اکھڑی کھڑی کڈھب لفظوں سے تشکیل پائی ہوئی فضا تک اسلوب کی اتنی Variations ہیں اور اظہار کی ایسی Range ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔ وہ Liberties بھی لیتے ہیں، چھیڑ چھاڑ بھی کرتے ہیں مگر بنیادی طور پر وہ غزل کی ہئیت کے فنی تقاضوں کی روایت کے مثالی امانت داروں میں ہیں۔ اردو غزل کے جدید ترین شعرا کی نسل پر ظفر اقبال کا اثر و نفوذ بہت واضح نظر آتا ہے۔ فیض کے علاوہ شاید ہی

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

کسی اور شاعر نے اپنے بعد آنے والے غزل گو شعرا کو ظفر اقبال کی طرح کے شعری قدو قامت کا کچھ اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ ظفر اقبال میرے نزدیک جدید اردو غزل کے روشن حال کے سرفراز و سرخرو شاعر بھی ہیں اور اس کے مستقبل کی رویت کے ہراول دستے کے لائق تعظیم و قابل اعتبار رہنما بھی۔ اللہ تعالی توفیق ارزانی فرمائے۔"(۷)

افتخار عارف نے لفظ کے استعمال سے لے کر پورے شعر کی مہارت کا جائزہ لیا ہے۔اور نئی نسل کے شاعروں پر ظفر اقبال کے اثرات کی نشان دہی کی ہے۔

محمد اظہار الحق بھی نئی شاعری کے معتبر شاعر ہیں۔ان کی رائے کے مطابق ظفر اقبال کی مستقل مزاجی بھی ان کو بڑا شاعر بناتی ہے۔انھوں نے بھی نئی نسل کے شاعروں پر ظفر اقبال کے اثرات کا ذکر کیا ہے۔اور ان کی پہلی کتاب "آبِ رواں" پر بھی بحث کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

" بہت سوں نے شعری سفر اس کے ساتھ شروع کیا اور اب وہ متروکاتِ سخن کی طرح تاریخ ادب کا حصہ ہیں۔ بہت سے اس کے بعد آئے اور ان کا کہیں نشان نہیں نظر آتا۔ لیکن ظفر اقبال پیش منظر پر اسی طرح چھایا ہوا ہے جس طرح کہ تھا۔ اس نے یکے بعد دیگرے کئی نسلوں کو متاثر کیا ہے اور کر رہا ہے، اور مقدار کا یہ عالم ہے کہ اس کا کیسہ بھرا ہوا ہے۔ اس قدر کہ ہم عصر اردو شاعر میں اسکی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اس گئے گزرے دور میں اس نے نظامی، جامی اور خسرو کے خمسوں اور رومی اور بیدل کے دوادین کی یاد تازہ کر دی ہے۔" آبِ رواں" پہلی محبت کی طرح ہے۔ بعد کی محبتیں جتنی بھی ہنگامہ خیز ہوں پہلی محبت کی تازگی، مٹھاس اور کسک جوں کی توں رہتی ہے۔ "آبِ رواں" کے کتنے ہی اشعار ضرب المثل بن چکے ہیں۔ آغاز اور پختگی کا یہ سنگم اردو شاعری سے پیار کرنے والوں کے دلوں میں جاگزیں ہے۔(۸)

محمد اظہار الحق نے ظفر اقبال کو اسلوبیات کا شاعر قرار دیا ہے۔

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June2022)

ممتاز شاعر حسین مجروح نے ظفر اقبال کی شاعری میں عام لفظوں کو غزل میں خوب صورتی سے سمونے کی تعریف کی ہے۔وہ کہتے ہیں کہ ظفر اقبال ایک مجتہد ہیں۔کیونکہ ظفر اقبال بوسیدگی کے خلاف ہے۔اس کی لسانی توڑ پھوڑ بھی دراصل تعمیر ہی کی ایک صورت ہیں۔وہ لکھتے ہیں:

> "حیرت انگیز طور پر ظفر اقبال ایسے جہادی نے غزل کے بیرون سے بہت کم چھیڑ چھاڑ کی ہے جبکہ لسانی تشکیلات اور اظہاری تصرفات کے تیشے سے اُس نے اندرونی، چھت، فرش، درو دیوار سبھی ادھیڑ کھدیڑ دیا ہے، لیکن یہ ادھیڑ کھدیڑ بوسیدہ مکان کو ڈھاکر، خالی زمین پر، تجارتی پلازہ بنانے والی نہیں کہ ظفر اقبال بوسیدگی کے خلاف ہے، قدامت کے نہیں اور اس کا ہدف روایت کی اندھی پرستش ہے۔ خود روایت نہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ غزل کی اندرونی توڑ پھوڑ اور بیرونی روغنائی کی مہم میں، اُس نے بیشتر مقامات پر، کیل قبضوں سے چھیڑ چھاڑ نہیں کی۔ غالباً اس لئے کہ وہ ایک مجتہد ہے، پیغمبر نہیں اور مجتہد بھی ایسا کہ اجماعی الف گر جائے تو خوشی کے مارے تالی بجائے اور قافیے کی تنگی سے ردیف کشادہ کر دے۔(۹)

"ظفر اقبال نمبر" میں اختر عثمان جیسے معروف شاعر کی رائے بھی ملتی ہے۔اختر عثمان نے لسانی حوالوں سے ظفر اقبال کی غزل کو سراہا ہے۔اور اسے وقت کی اہم ضرورت قرار دیا ہے۔اختر عثمان کے خیال میں یہ عمل نظریہ سازی کی طرح ہے۔

ان اظہارات میں ظفر اقبال کی روایت سازی کو سراہتے ہوئے ان بنیادی نکتوں کی نشان دہی کی ہے۔جن سے اردو غزل نت نئے تجربات سے آگاہ ہوئی۔

ناقدین نے تنقیدی اصولوں کی روشنی میں ظفر اقبال کے شاعرانہ مقام کا تعین کیا ہے۔اور دلیلوں کے ساتھ ان کے تجربات کو وقت کی ضرورت قرار دیا ہے۔انہوں نے روایت کے تقاضوں کے حوالے سے ظفر اقبال کی مہارت کو سراہا ہے۔

مجموعی طور پر دیکھا جائے تو ان تمام ناقدین وادبا نے کئی عشروں پر پھیلی ہوئی ظفر اقبال کی شاعری کی کئی جہتوں سے جائزہ لیا ہے اور زبان و بیان اور مضامین کو سامنے رکھ کر ظفر اقبال کی انفرادیت اور اردو غزل پر اثرات کا

تجزیہ پیش کیا ہے۔ گویا "املاک" کے "ظفر اقبال نمبر" میں تنقید نگاروں کے تجزیے ظفر اقبال کے تمام شعری سرمائے کی عمدہ تفہیم کی مثالیں ہیں۔ اس حوالے سے "املاک" نے وقت کی ایک اہم ذمہ داری پوری کی ہے اور یوں ادبی صحافت کے مقاصد حاصل کرتے ہوئے ظفر اقبال شناسی کی روایت کو آگے بڑھایا ہے۔ سہ ماہی "املاک" مردان شعریات ظفر اقبال کے نظام تخلیق کے ظاہر و باطن اور داخلی و خارجی خط و خال کی عمدہ تفسیر ہے۔

حوالہ جات

(۱) بحوالہ سہ ماہی "افلاک" مردان جلد اول شمارہ دوم جولائی تا ستمبر ۲۰۲۱ صفحہ ۱۰۳

(۲) ایضا" صفحہ ۱۰۴

(۳) ایضا" صفحہ ۱۰۴,۱۰۵

(۴) ایضاً صفحہ ۱۰۵

(۵) ایضاً صفحہ ۱۱۱

(۶) ایضا" صفحہ ۱۰۶,۱۰۷

(۷) ایضا" صفحہ ۱۰۸,۱۰۹

(۸) ایضاً صفحہ ۱۰۹,۱۱۰

(۹) ایضاً صفحہ ۱۱۲